

تارکاپتہ
الفصل
قادیان

طاب ثوابہ
الجمعیۃ
قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّبُّیْ وَرَبُّکُمْ
تَرْقِیْبُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

THE ALFAZL QADIAN

الفصل الاجتباء فی پرچار قادیان

پیشوا
شیخ
ذوالفقار
نورانی
قادیان

پیشوا
شیخ
ذوالفقار
نورانی
قادیان

جماعت احمدیہ کا مسد آرگن جسے (۱۹۲۸ء میں) حضرت مکہ الشیر الدین محمد اور خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وادارہ میں جاری فرمایا

نمبر ۵ مورخہ مارچ جنوری ۱۹۲۸ء ۱۲۴۱ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۲۸ء جلد ۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المبتدع

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت
بفلس خدا چمبی ہے۔
مستریوں کا جھوٹا مقدمہ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی
ایدہ اللہ تعالیٰ اور چوہدری فتح محمد صاحب میاں کے
حالات اقدام تعلق اور حفظ امن کا اسٹینڈا کشر صاحب
بشالہ کی عدالت میں دائر تھا۔ اور جس کے متعلق انفلس
کے ایک گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا کہ ۲۲ دسمبر کو پیش
ہوگا۔ وہ اس تنازعہ مدعیوں کے بیانات پر ہی جھوٹا سمجھکر
عدالت نے خارج کر دیا۔
مرکزی دفاتر اور سکول ۳۱ جنوری ۱۹۲۸ء سے
کھل گئے ہیں۔

اجتباء احمدیہ

مشن کے لندن مکان کی مرمت
میں نے انفلس
مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۷ء
میں ایک مکتوب ملک محمد حسین صاحب بیرسٹرا میٹ لارنر دہلی
کا لندن سے لکھا ہوا پڑھا۔ جس میں آپ کہتے ہیں۔ اگر مشن
کے مکان کی جلد مرمت نہ کی گئی تو سخت نقصان ہوگا۔ مگر جہاں
انہوں نے اس طرح جماعت کی توجہ مکان کی مرمت کی طرف
دلائی۔ وہاں کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ اس کام کیلئے عملی نمونہ پیش
کر کے اوروں کو ترغیب دیتے۔ میں جانتا ہوں کہ ملک صاحب
خدا کے فضل سے ایک مجلس اور جو شیخ احمدی ہیں۔ اور میرا
خیال ہے کہ انہوں نے اپنے لندن کے سفر میں ضرور لندن مشن کو
غیر معمولی چندہ دیا ہوگا۔ یا دینے کا وعدہ کیا ہوگا۔ مگر بہتر تو
اگر ایسی عمدہ تحریک کے لئے وہ کچھ عملی طریقہ دیکھ کر ہم کو آگے
کر کے اپنے مجلس بھائیوں کے جوش کو ابھارنے۔ اب میں ان کی

خدمت میں اس عریضہ کے ذریعہ عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ ضرور
ایسا اعلان کر دیں۔ اور میں ان کی اس مبارک تحریک پر
لیکھ کہتے ہوئے ایک پونڈ چندہ اس میں دینے کا وعدہ
کرتا ہوں جو انشاء اللہ ماہ جنوری میں بیت المال میں جمع
کرادوں گا۔ امید ہے اور بھائی بھی اپنے اخلاص کا اظہار
کریں گے۔ والسلام۔ محمد رفیع سب لیکچر پریس لاٹکانہ سندھ
۱۵ دسمبر شیخ محمد ایوب صاحب
مسئع امریکی دوسری
صاحب مسلخ امریکی ۱۲ بجے
جہلم بخیریت پہنچے جو ۷ سال کے بعد تشریف لائے ہیں ان
کے پہنچنے کی اطلاع پہلے بذریعہ تار پہنچ چکی تھی۔ اس لئے
بہت سے احباب اسٹیشن پر وقت مقررہ پر حاضر تھے۔ شیخ
صاحب کے گاڑی سے اترنے پر جماعت کے دوستوں اور دو سہ
احباب نے ان کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے۔ اور مجمع
ان کے ساتھ ان کے گھر تک آیا۔ پھر وہ جناب شیخ فضل حق
صاحب کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔ جہاں احباب
جماعت کی طرف سے فاکس نے ایڈریس پڑھ کر مستایا۔

نظم

منشی قاسم علی خاں صاحب قادیانی کی نظم جو انہوں نے سالانہ جلسہ کے موقع پر پڑھی :

ضیاء خورشید حسن احمد کا صبح کن ماہتاب ہے یہ
 بفضیل ایزد کہ مطلع نظم مطلع آفتاب ہے یہ
 ادب سے آنا اسے انبوالے جلال ربی کا باب ہے یہ
 شہ محمد کی بارگاہ مقام عالی جناب ہے یہ
 خودی کا پردہ الش کے ناداں گل کلام حجاب ہے یہ
 خدائی کو ہے یہ شان زبیر خدا کے منہ کی نقاب ہے یہ
 نہ بھول سستی بے بقا پر نہ مرنا دھوکے میں اس کے آگ
 کہ موج بحر فنا کے اوپر مٹا ہوا نقش آب ہے یہ
 جہنم اسکی ہے خوشنمائی۔ عذاب ہے اسکی دریا بانی
 جہانکلمہ میں تیلی بنکر آئی ہوا کا خالی حجاب ہے یہ
 محمد۔ احمد کو دو نہ کرنا غلام محو ہو کے مرنا
 ریاضت کا میاب ہے یہ عبارت مستجاب ہے یہ
 خدا کے شیدائی حق کے پیار و نبی احمد کے جانثار و
 برسے چلو ہمیں نہ ہارو کہ ابتداء شہاب ہے یہ
 ہزاروں متوالے حق کے خواہاں میں یہ بیٹھے ہیں محبوبان
 جو دل میں بریاں تو چشم گریاں خراش ہے کجا ہے یہ
 عزیز ہے جس کو مال و راحت تو دور اس باب رحمت
 ہے لغویت یہ زبانی الفت پہل کہ برعکس خواب ہے یہ
 گلاب حدت جو میں محمد تو پاک گہت میں اسکی گلاب
 جواب ہیں محمود جان احمد تو سمجھو روح گلاب ہے یہ
 جو مانا نفل محمد۔ احمد تو کمیوں ہے محمود سے تجھے کہ
 کلام ربی کا ہونہ مرتد۔ کہ اس کا ہی انتخاب ہے یہ
 پس ہے موعود حکم رب فلان اسکے زکلفے لہے
 قدم اٹھانا بہت ادب سے رہ عذاب ثواب ہے یہ
 حدیث و قرآن کتاب برہاں ہر اکہ شاہد بدل شاخاں
 رجال فارس کو دیکھہ ناداں وہی جوان لا جواب ہے یہ
 ہمیشہ پاکوں سے جم ہوا ہے وہی پیارنگ چڑھ رہا
 قمر کا نور اور بڑھ رہا ہے کہ روٹمہ پر سحاب ہے یہ
 یہی نیکرین سے کہو نگاہ میں قادیانی دکھانے قرآن
 مرا ہے محمود دین و ایماں۔ حساب ہے یہ کتاب ہے یہ

بٹو امیر ایک بٹو ایام جلسہ میں کہیں رہ گیا جس میں
 ملائک دو نوٹ دس دس کے ایک پانچ کا اور کچھ نقد
 روپے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ۳ ٹکٹ واپسی کہاریاں
 کے تھے۔ اگر کسی صاحب کو ملا ہو۔ تو مجھے بھی اگر عند اللہ
 ماجور ہوں۔ امیر حسین شاہ مقام نارنگ ڈاکخانہ کھاریاں
 ضلع گجرات پنجاب

ت ایک شخص جو کہ علوم عربی۔ قرآن مجید اور حدیث
 ضروری سے واقف ہیں۔ فارغ ہیں۔ اگر کسی صاحب
 کو امام مسجد یا بچوں کی تعلیم کے لئے ضرورت ہو تو دفتر امور علم
 قادیان سے خط و کتابت کریں۔

شکر یہ ابو غلام محی الدین صاحب احمدی پوسٹ ماسٹر
 نے اس بگڈی علم طبقہ میں تبلیغ کے لئے
 مبلغ ایک سو پچیس ال کے قریب کی سلسلہ کی کتب خرید کر
 مرحمت فرمائی ہیں۔ ہم ان کتابوں کی رسید شکر یہ کے
 ساتھ پیش کرتے ہوئے دعا گو ہیں۔ کہ خداوند کریم ان کی اس
 قربانی کو درجہ قبولیت عطا فرمائے۔ یہ نہایت نیک نمونہ ہے
 ان لوگوں کے لئے جن کو باری تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہے
 وہ اس طریق پر بھی صدقہ جاریہ کے کام کر سکتے ہیں۔
 محمد عبدالسیکر ٹری تبلیغ ڈیرہ بابانا ملک

میں ایک مقدمہ میں خواہ مخواہ پھنسا دیا
 درخواست عالیٰ گنجی ہوں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ
 خدا تعالیٰ مخلصی بخشے :
 مابدر شریف ساگر شیوگ (میسور سٹیٹس)

دعا مغفرت ہماری جماعت کے ایک پرانے احمدی چور
 گل محمد صاحب بقفصائے الہی فوت ہو گئی
 احباب دعا مغفرت فرمادیں :
 محمد الدین سیکر ٹری انجمن چور ضلع شیخوپورہ

کمیوں کی تلاش ۲۹ دسمبر ۱۹۲۷ء کو قریب ایک بجے
 دن قادیان سے روانگی پر ایک کمیوں
 کچھ سیاہی مائل چار فائدہ جناب مرزا عرفان علی بیگ صاحب
 پشتر ڈپٹی کلکٹر میں آگے کا کسی موٹر وغیرہ میں رہ گیا ہے
 جس کسی دست کو ملے۔ وہ حسب ذیل پتہ سے بذریعہ
 پارسل روانہ کر دے۔ یہ حضرت غیر احمدی ہیں۔ خاص
 طریقہ سے جلسہ پر تشریف لائے تھے۔ دوست خاص
 طور پر کوشش کریں۔ کہ کمیوں مل جائے۔ پتہ ڈپٹی صاحب
 کا ذیل میں درج ہے۔

مرزا عرفان علی بیگ ای۔ ایس۔ اور یٹیا ٹرڈ ڈپٹی
 کلکٹر کوٹھی باغ مظفر خاں آگرہ

جس کے بعد شیخ صاحب نے مختصر سی تقریر کی اور تمام احباب
 کا شکر یہ ادا کیا۔ جناب شیخ فضل حق صاحب نے تمام حاضرین
 کو بلے اور مٹھائی کی دعوت دی۔ خاکسار محمد سلیم ازہم

نوحی بھرتی کیلئے جوانوں کی ضرورت احمدیہ بلا ٹون
 ۱۱ پنجاب فورسٹ رجمنٹ کے لئے ۳۰ جوانوں کی ضرورت ہے۔ اضلاع گجرات
 جہلم۔ شاہ پور۔ کہیں پور۔ راولپنڈی کے سکرٹان جماعت
 احمدیہ سے التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں سے ضرورت
 کے مطابق نوجوان بھیجیں اور انہیں ۱۰ جنوری تک جہلم
 دفتر کمانڈنگ ۱۱ پنجاب رجمنٹ کے سامنے پیش ہونے کی
 ہدایت کریں۔ وہاں مولوی عبدالمنعمی صاحب احمدی کو اس
 ماسٹر حوالدار سے پہلے ملیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

چوہدری عنایت اللہ صاحب
 حقیقت کی ادائیگی موسیٰ ملک نے موضع چیمبر ہند
 تحصیل ضلع گوجرانوالہ سے نمبر خسرہ ۲۵۸۱ لکھنؤ ۱۹۲۷
 میں ۱۹۲۷ء کے کل رقبہ کے کٹال ۸۸ دسمبر ۱۹۲۶ء
 کو بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہبہہ درج کاغذات مال کر دیا
 جو منطور ہو گیا ہے۔ تمام زمیندار موسیٰ احباب چوہدری
 صاحب موصوت کے نمونہ سے فائدہ حاصل کریں :

اعلان نکاح (سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان)
 مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء کو موسیٰ محمد لطیف
 صاحب ولد عبدالحکیم صاحب سکندریہ
 ضلع لاہور کا نکاح مساتہ رحمت بی بی بنت قائم دین سکندریہ
 ہر سیاں ضلع گورداسپور سے جناب مولوی سید سردشاہ
 صاحب نے پڑھا۔ (خاکسار محمد تقی از قادیان)

۲۔ مرزا محمد ابراہیم صاحب دلریاں محمد عبداللہ صاحب
 مرحوم سکندریہ ملتان کا نکاح امت الرحمن بنت حکیم عبدالرحمن
 صاحب کاغانی سے ایک ہزار روپیہ پر مولوی سید محمد سردشاہ
 صاحب نے ۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء مسجد نور میں پڑھا۔ احباب
 دعا فرمائیں۔ کہ اللہ کریم اس کو بابرکت کرے۔

(مرزا محمد حسین زرگزی ضلع گوجرانوالہ)
 ۳۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۷ء ماسٹر محمد حسین شید کا نکاح مرزا
 جمیل بیگ مرحوم کی لڑکی نواب بیگم سے جس کا جائز دی مرزا
 انض بیگ برادر حقیقی ہے۔ بعض پانچ صد روپیہ حق ہر
 ماسٹر محمد طفیل صاحب احمدی نے پڑھا یا۔

سید مقبول حسن دھرم سالہ
 میری ایک لوتی خود رنگ سالانہ جلسہ پر گھر گیا
 ملائک جموں سے کم ہو گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو پتہ
 ہو تو پتہ ذیل پر اطلاع دیں۔ نور حسن سیکر ٹری انجمن احمدی کوٹھی
 ڈاکخانہ فتح گڑھ ضلع ساکھو

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۶ جنوری ۱۹۲۸ء

رواد جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء

۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء

پہلا اجلاس

تجویز شدہ پروگرام کے مطابق خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ماتحت سالانہ جلسہ ۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء بجے صبح شروع ہوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سٹیج پر رونق افروز ہو کر اپنی مختصر تقریر (جو گذشتہ پرچہ میں درج ہو چکی ہے) اور لمبی دلع کے بعد افتتاح فرمایا۔ اس اجلاس کے پریزیڈنٹ خالص صاحب منشی فرزند علی صاحب تجویز ہوئے۔ اور انہی کے سپرد خطبہ مجلس استقبالیہ کا بیان کرنا بھی ہوا۔ اس پہلے سے آپ نے جو تقریر فرمائی۔ وہ خلاصتاً حسب ذیل ہے۔

خطبہ مجلس استقبالیہ تقریر خالص صاحب منشی فرزند علی صاحب

حضرات۔ رب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے پھر اس سال تمام لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادم ہیں۔ ایک دفعہ اس مقدس مقام میں حاضر ہونے کی توفیق دی۔ تاکہ ان فوائد سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سالانہ جلسہ کے قائم کرنے میں مد نظر تھے۔ مستفید ہو سکیں۔ اس کے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور تمام منتظمین جلسہ کی طرف سے آپ تمام احباب کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اور دلی سرت سے اھلاً و عھلاً و ہرجباً عرض کرتا ہوں۔

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا اس بستی سے ایک کمزوری آواز اٹھی۔ جو اس وقت حقیقہ سمجھی گئی۔ مگر آخر کار اس قدر بلند ہوئی۔ کہ دور دور تک سنی گئی۔ اور آپ لوگ اسی کو سن کر اس طرف چلے آئے۔

حضرت مسیح موعود نے اس بات کو زور سے دنیا میں پیش

کیا ہے۔ کہ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی آواز نہ آئے۔ کہ میں موجود ہوں۔ عقل انسانی اس نقطہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ کہ اس تمام کائنات کا کوئی صنایع ہونا چاہیے اگر خدا تعالیٰ وحی نہ فرماتا۔ اور اپنی موجودگی کا یقین الہاماً دنیا کے قلوب میں پیدا نہ کرتا۔ اور اس آواز سے ثبوت ہم نہ پہنچاتا۔ تو اس کی تصدیق نہ ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں اپنے بہت سے الہامی شائع کئے ہیں۔ جو ان لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں۔ کہ خدا کوئی نہیں۔ ایک وہم ہے۔ یا جو کہتے ہیں۔ خدا کلام نہیں کرتا۔ یا یہ کہ وہ بیشک گذشتہ زمانہ میں کلام کرتا تھا۔ مگر اب خاموش ہے اس بات کا ثبوت ہم پہنچاتے ہیں۔ کہ خدا ہے۔ اور اس وقت بھی اسی طرح کلام کرتا ہے۔ جیسے گذشتہ زمانوں میں کرتا رہا۔ اور اس زمانہ میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کے لئے چن لیا ہے۔ کہ اپنا کلام نازل کرے تاکہ لوگ اس کی طرف جھکیں۔ اس کلام میں ایسی پیشگوئیاں ہیں کہ جن کو پورا ہوتے دیکھ کر سعید فطرت لوگوں کو خدا کی ہستی کا کامل یقین ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایمان لے آتے ہیں۔ کہ جس پر یہ کلام نازل ہوا۔ وہ یقیناً خدا کا پیارا اور برگزیدہ بندہ ہے۔ اور اس کے ذریعہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے شمار پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اور احمدی ان کو خوب جانتے ہیں۔ مگر مخالفوں کو ان کا علم نہیں۔ وہ صرف انہی سے آگاہ ہیں۔ جن کو وہ اپنے زعم میں غلط اور جھوٹی سمجھے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیش گوئی ہے حان ان نعان و تعسف بین الناس۔ وقت آ گیا ہے۔ کہ تو دنیا میں مشہور کیا جائے۔ یہ پیش گوئی غالباً ۱۸۸۸ء یا ۱۸۸۹ء کی ہے۔ اور آج اس کی صداقت دنیا پر ظاہر ہو رہی ہے۔ اسی طرح آپ کے الہام ہیں۔ یا تین من کل فحج عمیق۔ یا تون من کل فحج عمیق۔ کہ کثرت سے اور دور دراز مقامات سے لوگ اور تحائف تیرے پاس آئیں گے۔ آپ ایک انسان تھے۔ اور ان باتوں پر قطعاً قادر نہ تھے۔ مگر آپ لوگ دیکھتے ہیں۔ کہ یہ پیشگوئیاں کس صفائی سے پوری ہو رہی ہیں اسی طرح قادیان کے بڑھنے کے متعلق آپ نے پیش گوئی فرمائی جو اب پوری ہو رہی ہے۔ قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی ایک دلیل یہ دی گئی ہے۔ اولم یروا انا ناتی الارض نسقھما من اطرافھا (۱۲-۱۱) اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی معلوم کی جاسکتی ہے۔ تمام ممالک میں آپ کے منکرین کم ہو رہے ہیں۔ اور

معتقدین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور دنیا جماعت احمدیہ کی اہمیت کا اعتراف کر رہی ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر منشی محمد صادق صاحب کی ایک تقریر کے بعد جو آپ نے کلکتہ میں کی مسٹر بین چندر پال مشہور لیڈر نے کہا۔ اگر دنیا میں صلح ہوگی۔ اور اس قائم ہوگا۔ تو احمدیوں کے ذریعہ ہی ہوگا۔ جن کو خدا نے بصیرت عطا کی ہے۔ وہ ان باتوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ قادیان رسول کی تخت گاہ ہے۔ اور اس میں مسیح موعود کا خلیفہ رہنا ہے۔ اور اپنے دل میں اس بات کے لئے در در رکھتا ہے۔ کہ اسلام دنیا میں غالب آ جائے اب میں حضرت مسیح موعود کے پاک کلمات پڑھ کر مستانا ہوں۔ جن میں اس جلسہ کے قیام کے اغراض بیان کئے گئے ہیں۔

تمام مخلصین دارخین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے۔ کہ تادینا کی محبت بھنڈی ہو۔ اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیے۔ اور دعا کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت مراد ہے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کیلئے بیعت ضعیف فطرت یا کمی رقت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آدے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تامل چاہے۔ بشرط صحت و فرصت و عدم سوانح قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے۔ کہ تاریخ ۲۶۔ دسمبر سے ۲۹۔ دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰۔ دسمبر ۱۹۲۸ء

فضائل نبوی علیہ التحیۃ والسلام

تقریر جناب منظور روشن علی صاحب

خطبہ استقبال کے بعد جناب منظور روشن علی صاحب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل پر نہایت دلپذیر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔

مخالفین اسلام اور مسلمان

حضرات آج کل ہندوستان میں ہندوؤں کی طرف سے یہ سوال ہو رہا ہے کہ اگر مسلمان ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں تو اسلام کے دامن سے علیحدہ ہو کر رہیں۔ ورنہ اس ملک کو فانی کر دیں۔ اسی طرح عیسائی حکومتوں کی بھی یہی کوشش ہے۔ کہ مسلمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا جو اپنی گردنوں سے اتار دیں۔ ورنہ ان کی خیر نہیں۔ اس لئے آج ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے لئے ہماری جانیں زیادہ عزیز اور پیاری ہیں۔ یا محمد رسول اللہ کی ذات عزیز ہے۔ موازنہ سے جو چیز زیادہ بیش قیمت ثابت ہو۔ اسے ہم ترجیح دیں گے۔ اور جو کم قیمت ہوگی۔ اسے چھوڑ دینگے۔ ہندوؤں کو ہمارا جواب یہ ہے کہ جس دن ہم نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منہ سے نکالا تھا۔ اسی دن ہم اپنے جان و مال سے فارغ ہو بیٹھے تھے۔ اس لئے ہمیں کوئی چیز اس پاک وجود سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ اور میرا تو یہ دعوئے ہے۔ اور آج میں اسے ثابت کر دوں گا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی ایسی پاک ہستی ہے۔ کہ اگر مخالف بھی ضد و تعصب کو چھوڑ کر اسپر غور کریں۔ تو ہمارا ہم زبان ہو جائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں کا شمار ناممکن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔

در دم جو شد نشاے سرد سے آنکہ در خوبی نثار دہم سے

میں اس وقت صرف چند ایک باتوں سے ثابت کر دکھاؤں گا۔ کہ آپ کی خوبیوں میں آپ کا کوئی شریک نہیں۔

رسول کریم کا نام

دنیا میں جب کوئی پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کو تجویز کیا جاتا ہے۔ کہ اس کے معنی اس کی ذات میں پیدا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ایک نام تھا۔ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور یہ ایسا نام ہے۔ کہ جس کے برابر کوئی کے مقابلے کسی کا نام نہیں۔ کسی اور کو یہ نام نہ تھا۔ اس کے معنی ہیں۔ تمام خوبیوں والا اور وہ شخص جس کی تعریف کوئی نہیں کر سکتا۔ ایک حدیث میں مذکور ہے۔

آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۴ دسمبر کی تاریخ آجائے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض لشکر بانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعائیں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیے۔ اور اس جلد میں ایسے حقائق اور معارف کے سننے کا شغف رہیگا۔ جیسا بیان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی۔ کہ خدا تم اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی ان میں بخشنے۔

اور ایک عارضی فائدہ ان جلدوں میں یہ بھی ہوگا۔ کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پیسے بھائیوں کے منہ دیکھ لینگے۔ اور دشمنی ہو کر آپس میں رشتہ توڑ دو تعارض ترقی پذیر ہوگا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا۔ اس جلد میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزوجل شاذ کوشش کی جائیگی اور اس روحانی جلد میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ التقدر وقت فوقتاً ظاہر ہوتے رہینگے۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا۔ کہ پہلے ہی سے اس جلد میں حاضر ہونیکا فکر رکھیں۔ اور اگر تیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ باہ جمع کرتے جائیں۔ اور انکے رکھتے جائیں۔ تو بلا دقت سرمایہ سفر میں آجائیں گے۔ اور یہ سفر مفت میں ہو جائے گا۔ اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں۔ وہ مجھ کو ایسی بزرگوار تحریر فاضل کے اطلاع دیں۔ تاکہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں گے۔ کہ جو حتی الوسع والطاقات تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کریں۔ اور بدل و جان نچتہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے مواقع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنے خداوند سے باہر ہو جائے۔ اور اب جو ۲۴ دسمبر ۱۹۲۵ء کو دینی مشورہ کے لئے جلد کیا گیا۔ اس جلد پر جس قدر احباب کھن بشت تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشنے۔ اور ان کے ہر ایک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے آمین ثم آمین

اس تحریر کے رٹانے کے بعد چند ضروری فصاحت کی گئیں۔ کہ جو جلد کے برکات سے مستفید ہونے کے لئے ضروری تھیں۔ اور تقریر ختم ہوئی

کہ حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ کیف صرف اللہ عنی سبب قہمیش۔ بسبتون مذمما وانا محمد آج کل کے مخالف جو عربی نہیں جانتے۔ وہ اس بات کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر عرب کے مخالفین اسے خوب سمجھتے تھے۔ کہ لفظ محمد کہہ کر اسے گالی دینا ناممکن ہے۔ اس لئے وہ گالی دینے کے لئے مزم کا نام لیتے تھے۔ گویا آپ کے جانی دشمن بھی آپ کا نام لیکر گالی نہیں دے سکتے تھے۔

حضرت سلیمان کی کتاب میں بھی اسی نام سے آپ کے متعلق پیشگوئی ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی یہ نام چار مرتبہ آیا ہے۔ معراج کی حدیث میں مرقوم ہے۔ کہ زمین و آسمان میں آپ کا نام پکارا ہے۔ سو پہلی خوبی آپ میں یہ ہے۔ کہ آپ جیسا کسی اور کا نام بھی نہیں۔

رسول کریم کے سوانح

ادوسری خوبی آپ کی یہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ آپ ایسے ملک میں مبعوث ہوئے۔ جو علم سے بالکل بے بہرہ تھا۔ اور باوجودیکہ آپ احمی تھے۔ اور امیوں میں ہی مبعوث ہوئے۔ آپ کی زندگی کے جملة حالات قلمبند ہیں۔ نہ صرف آپ کے بلکہ آپ کے طفیل آپ کے تمام نسب کے حالات محفوظ ہیں۔ پھر آپ کے حالات کی روایت کرنے والے چھ لاکھ انسان ہیں۔ جن کی زندگی کے حالات بھی محفوظ ہو چکے ہیں۔ سلسلہ روایت کے سوا کچھ بھی مسلمان ہیں۔ حضرت مسیح کی زندگی کا سوائے تین سال کے کسی کو علم نہیں۔ ہندوؤں کے بزرگوں کے ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ پس یہ نفعیت اور خصوصیت کہ تمام حالات زندگی محفوظ ہیں۔ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔ جس میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ آپ کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھا۔ اگر آپ کے تمام حالات محفوظ نہ ہوتے۔ تو کیونکر آپ کی تعریف ہو سکتی تھی۔

مختصر زندگی میں تمام حالات

آپ کی زندگی بہت مختصر زندگی میں تمام حالات اکٹھے تھے۔ حضرت موسیٰ کی زندگی ۲۵۰ سال اور حضرت عیسیٰ کی زندگی ۱۲۰ سال بتائی جاتی ہے۔ اسی طرح دوسرے انبیاء کی عمریں بھی بڑی بڑی ہیں۔ مگر آپ کی عمر صرف ۶۳ سال تھی۔ باوجود اس کے دنیا کے اندر جس قدر حالات لوگوں کو پیش آسکتے ہیں۔ اور جن کے لئے نمونہ کی ضرورت ہے۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہی مل سکتے ہیں۔ آپ کی شخصیت ایسی تھی کہ دنیا کو جو حالات پیش آسکتے ہیں۔ وہ تمام آپ کو پیش آئے اور آپ نے سب میں اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ اور آپ کو جو کچھ پیش آتا ہے۔ مگر ذات کے وقت تہمت تھے۔ تمیز سے زیادہ رکھیں اور ہر وقت ہندوؤں کی طرف سے ہوتی

پیداوار ایک سے زیادہ شایاں آریہ سماجی ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ ویدک دھرم ایک معیار کی رہب ہے۔ کیونکہ اس میں صرف ایک ہی بیوی کی ہدایت لگنی ہے۔ اور اسلام میں سراسر ناعفانی ہے۔ کہ چار تک بیویوں کی اجازت ہے۔ مگر آریہ دوستوں کا یہ خیال ویدک خدیم کے خلاف اور ویدک رشتیوں کے طرز عمل کے منافی ہے۔ چنانچہ بھگت پورہ ۱۸ دہیائے منتر ۲۶ میں درج ہے۔ ایک رشتی ہوتا ہے۔

میسری نین قسم کی بھیدوں والی استری اور میسری پانچ قسم کی بھیدوں والی استری اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی دو بیویاں تھیں۔ شری کرشن جی ہنراج کی ساتنیوں کے قول کے مطابق تو ہزاروں مگر آریہ سماجی عقیدہ کے مطابق آٹھ بیویاں ہیں۔ اور آپ کے والد واسد یو کی سات بیویاں تھیں۔ دہے ایک بہت بڑے رشتی گذرے ہیں۔ ان کی سو بیویاں تھیں۔

پیداوار شادی بیوگان آج کل آریہ سماجی بیوہ عورتوں پر دے رہے۔ اور کثرت سے شادیاں کر رہے ہیں لیکن یہ اس کے متعلق یہ تعلیم ہے۔

اکھر دیک کا ٹڈ ۱۸ انوداک ۳ درگ ۱ منتر "اے مرد یہ عورت اپنے فائدہ کے مر جانے پر فائدہ منہ ہونے والے سکھ کی خواہش کرتی ہوئی تجھے اپنا فائدہ دل کرتی ہے۔ اور نیوگ کے قاعدہ سے تیرے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ تو اس کو قبول کر اور اس سے اولاد پیدا کر۔"

پیداوار مخالفین آریہ سماجی دوستوں کا دعویٰ ہے۔ کہ ویدک دھرم احسا پر مودھر ما کا ہی ہے۔ مگر بھگت پورہ ۱۸ میں لکھا ہے۔ جس شخص کی ہم مخالفت ہے۔ یا جو ہم سے دشمنی کرتا ہے اس کو ہم شیر وغیرہ کے میں ڈالیں۔

پیداوار بیگانے ستیا رتھ پرکاش سمولاس ۳ صفحہ ۵۹ پر سوامی دیانند صاحب منوجی کے لے سے لکھتے ہیں۔

"جو شخص پیدا اور ویدک کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں سے عزتی کرتا ہے۔ اس ویدک کے منکر کو ذات جماعت اور اس سے نکال دینا چاہیے۔" پھر ستیا رتھ پرکاش ۸ سمولاس صفحہ ۲۹ پر منوجی حوالہ سے تحریر ہے۔ "ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک کے رہنے والے

لوگ راکھش اور ملیجھ ہیں۔" **وید اور آریہ** خیر یہ تعلیم تو ان لوگوں کے لئے ہے۔ جن کو آریہ بیگانے سمجھتے ہیں۔ مگر اب اپنوں کے متعلق سن لیجئے۔ آج آریہ سماج شودردوں کو شہد کر کے اپنے میں لانے کے لئے ایٹری چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ اور ان کو اپنا جزو قرار دیتی ہے۔ مگر منو بیہم میں لکھا ہے۔ "اگر کوئی شودر کسی برہمن کشتری یا ویش کو گالی دے تو اس کی زبان کاٹ دینی چاہیے۔" اسی طرح منو ۱۶ میں ہے۔ "اگر کوئی شودر کسی برہمن کشتری یا ویش کو اس کا نام لے کر بلائے۔ تو اس کے حلق میں ایک فٹ لمبی لوہے کی گرم گرم میخ ٹھونک دینی چاہیے۔"

وید اور گائے ویدوں میں گائے کی نفیلت کسی جگہ بیان نہیں کی گئی۔ بلکہ اس کی بجائے بیلیوں کی تعریف جا بجا ہے۔ بھگت پورہ ۱۸ منتر ۲۶ میں لکھا ہے۔ "میرے کاموں میں بڑے ہوئے مشکلات کو دور کرنے والا سانڈ۔" اس سے ظاہر ہے۔ کہ سانڈ کی قدر زیادہ کی جاتی تھی۔

وید اور تناسخ ویدوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تناسخ کا عقیدہ غلط ہے۔ تناسخ کے ماننے والے امیر غریب۔ تندرست اور بیمار وغیرہ کے امتیاز کو تناسخ کی دلیل قرار دیتے ہیں۔ مگر بھگت پورہ ۱۸ منتر ۱۳ میں ہے۔ "جو انسان ایشور کی دنیا میں آگ اور ہوا سے جوہروں کو جان کر کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔ زمین کی سلطنت اور دولت وغیرہ کو پہنچ کر آرام حاصل کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ آرام اور تکلیف پچھلے کموں کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے بوجہ عمل نتیجہ ہوتی ہے۔"

وید اور پردہ منو ۱۶ میں لکھا ہے۔ "لڑکیوں میں مانیاب اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کرے۔ کیونکہ عورتیں خود مختار ہونے کے لائق نہیں۔" ستیا رتھ پرکاش سمولاس ۳ میں درج ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے دو کو س کے فاصلہ پر ہونے چاہئیں۔ لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں ملازمہ ہوں۔ اور لڑکوں کے مدرسہ میں مرد ہوں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ مدرسہ میں پانچ سال کی لڑکی بھی نہ جانے پاسے۔ عورتیں اور مرد درشن اور پرشن

سے الگ رہیں۔ یعنی وید اور مدرسے سے علیحدہ رہیں۔ اب آریہ سماجی بنائیں۔ اگر یہ پردہ نہیں۔ نو پھر پردہ اور کس چیز کا نام ہے۔ اور کیا پردہ کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ شری کرشن جی گیتا میں ار جن کو **وید اور ہندو بزرگ** مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اے ار جن تو تینوں ویدوں کو نیاگ کر میری طرف آ شری گوردانک دیو جی ہنراج فرماتے ہیں۔ پڑھ پڑھ پڑھ پڑھ متنی نکلے ویدوں کا ابھیاس ہر نام چیت نہ آدے نہ تہج گھر ہوے راس اس کے علاوہ موجودہ زمانہ میں بھی آریہ لوگ ویدوں پر کوئی اعتقاد نہیں رکھتے۔ چنانچہ سوامی شردھانند جی نے ستیہ دھرم پر چارک مجربہ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء میں لکھا تھا کہ ہم بڑے بڑے تعلیم پر فخر کرنے والوں سے واقف ہیں جو یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے۔ کہ ویدوں پر بیوقوف یقین کرتے ہیں۔ ویدوں اور عالموں کے لئے وید کوئی چیز نہیں۔ ویدوں کا ماننا عام لوگوں کے لئے ہے ہم تو آریہ سماج کو کام کرنے والی سوسائٹی سمجھ کر اس کے ممبر ہوئے ہیں۔ (باقی آئندہ)

مردہ بوقت

مردہ بوقت قادیان قریباً قریباً تمام ضروریات پر حاوی ہے۔ پیرانا بوقتہ تو محض عورت کو ایک کپڑے میں لپیٹ دینا ہے۔ بازو اندر بند۔ سانس الگ بند۔ کسی چیز کو اٹھانے کے لئے بازو باہر نہیں نکل سکتے۔ نئی زمانہ یا آئندہ ہم نہیں جانتے۔ احمدی بہنوں کو کس کس ملک میں اللہ تعالیٰ کا نام پہنچانے کے لئے پہنچنا پڑے۔ کن کن بڑے شہروں کیسی کیسی گاڑیوں کیسی کیسی چھانڈوں میں سفر کرنا پڑے۔ کن کن جنگوں میں اور کیا کیا مردوں کی امداد کرنی پڑے۔ پس ان تمام ضروریات کے لئے قادیان کا مردہ بوقت نہایت انسب ہے۔ صرف تھوڑی سی اصلاح کی ضرورت ہے۔ کہ اوپر کے حصہ میں چہرہ کے سامنے قریباً ایک فٹ لمبی اور چار انچ چوڑی جالی لگا لیوں۔ جو کہ بوقت ضرورت مثلاً اندھیری رات میں پوری طرح راستہ دیکھنے کیلئے اس کپڑے کو ماتھے کے اوپر اٹھا سکیں۔ مردہ بوقتہ اکثر شہائیوں یا بہنوں کو معلوم ہی ہوگا۔ کہ پاؤں سے لیکر گلے تک کھلا کوٹ کی صورت کا ہوتا ہے۔ اور اوپر کا حصہ سر سے لیکر کہنوں تک لگ ہوتا ہے۔ غرض بصر کا یہ مطلب تو ہے نہیں کہ عورتیں اپنی آنکھیں ہی نہ کھولیں۔ اگر یہ نشا ہوتا تو عورتیں جنگوں میں کیا کام کر سکتی ہیں۔ چادر محض دیہات کیلئے ہے۔ چادر پہنکر بڑے بڑے شہروں میں پھرنا جان جو کھوں کا کام ہے۔

ہاں بڑے بڑے فقیروں اور لیکسوں سے مزین نہ ہونا چاہیے۔ (ایوب احمدی شریں ماسٹر لنگا ایسٹ انڈیا)

خطبہ

اعوذ بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تھی کہ خطبہ پڑھنے سے پہلے آپ

استعاذہ باللہ کیا کرتے تھے۔ یعنی اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی تلاوت فرماتے۔ ایک سلم کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریق اپنے اندر حکمت رکھنے سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اور جب ہم اس پر غور کرتے ہیں۔ تو اس میں اسلامی زندگی

کا نمونہ اور فلسفہ پاتے ہیں۔ درحقیقت اگر غور کیا جائے۔ تو یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا بتایا ہوا طریق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ارشاد فرمودہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ جب قرآن پڑھنے لگے۔ تو اَعُوذُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع فرماتا ہے۔ اس طرح یہ قانون قرآن کریم سے ہی نکل آیا کہ پہلے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھنا چاہیے۔ اور پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جب کوئی مسلمان چھوٹی سے چھوٹی سورہ بھی پڑھے گا۔ تو اس حکم کے ماتحت پہلے اَعُوذُ پڑھے گا۔ اور پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

پس قرآن کریم سے یہ قانون معلوم ہو گیا۔ کہ وہ تمام کام جو انسان کی زندگی پر اثر ڈالتے ہیں۔ ان کے کرنے سے پہلے اَعُوذُ اور پھر بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ الفاظ کے لحاظ سے اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے

کہ اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ انسان شیطان سے پناہ مانگے۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے۔ لیکن ہوسن مرنے الفاظ پر ہی نہیں رہا کرتا۔ بلکہ ہر بات کے فلسفہ کو دیکھتا ہے۔ اور اس کی حقیقت پر نگاہ رکھتا ہے۔ اگر ہم اس طریق کی ترتیب اور اس کے فلسفہ کو دیکھیں۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں ایک ایسی بات بتائی گئی ہے۔ جو دنیا کا عام فلسفہ ہے۔ اور اس طرح۔

سکھایا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ میں آزادی چاہی گئی ہے۔ اور حریت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کسی کی پناہ ڈھونڈنے کا یہی مطلب ہوتا ہے۔ کہ فریالے گرت کی ہوئی ہے۔ اس سے چھٹنا چاہتا ہوں۔ پس اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ میں یہ گرت بتایا گیا ہے۔ کہ کسی کام کے کرنے کے وقت اس کام کے دائرہ میں

حریت اور آزادی حاصل کرنا ضروری چیز ہے۔ دیکھو ایک زمیندار کھیت بونے کا کام کرنے سے پہلے کھیت کے لحاظ سے ضروری حریت اور آزادی چاہتا ہے۔ کبھی کسی زمیندار کو نہ دیکھو گے کہ وہ کھیت میں سے پہلے فصل کی جڑیں۔ روڑے اور ڈھیلے صلوات کے بغیر اس میں بیج بوسے۔ وہ پہلے ان روکوں کو دور کرے گا۔ جو کھیتی کے اُگنے کے رستہ میں حائل ہیں۔ اگر اس میں گذشتہ فصل کی جڑیں اور تنے ہونگے۔ تو ان کو نکال لیگا۔ پتھر اور اینٹیں کھیت میں دبی ہونگی۔ تو ان کو دور کرے گا۔ گھاس اگی ہوگی۔ تو اُسے اکھیر لیگا۔ غرض پہلے وہ کھیت کے متعلق حریت اور آزادی چاہے گا۔ اور پھر بیج ڈالے گا۔

اسی طرح جب ایک طالب علم فاضل کی مشق کرنا چاہتا ہے۔ تو پہلے تختی کو دھوتا اور مہات کرتا ہے۔ وہ پہلے نشانیوں کو مٹاتا ہے

اور پھر اس پر لکھتا ہے۔ اسی طرح ایک بیمار آدمی کو جو بہت کمزور ہو گیا ہو۔ جب ڈاکٹر کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ تو وہ دیکھتے ہی اسے طاقت کی دوائیاں نہیں دے گا۔ بلکہ وہ یہ معلوم کرے گا۔ کہ کمزوری کی وجہ کیا ہے۔ وہ اس کا سینہ دیکھیگا۔ جگر دیکھے گا۔ اور معلوم کریگا۔ کہ بیماری پیدا کرنے والی کیا چیز ہے۔ اور جب اُسے پتہ لگ جائیگا۔ تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریگا۔ پھر جب وہ دور ہو جائے گی۔ تو کمزوری کو دور کرنے کی دوائیاں دیگا۔

ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک انسان چار پائی پر پڑا ہوتا ہے۔ اٹھ

کر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ بلکہ چار پائی پر اٹھ کر بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ اگر بیٹھتا ہے۔ تو دوسروں کے سہارے بیٹھتا ہے۔ مگر اس کے متعلق ڈاکٹر یہ تجویز کرتا ہے۔ کہ اُسے جلاب دینا چاہیے۔ اُس وقت ایک ناواقف تو کہے گا۔ جب اُسے پہلے ہی اس قدر ضعف ہے۔ تو پھر جلاب کیسا۔ یا اگر ڈاکٹر کہے۔ کہ اُس کا خون نکالنا چاہیے۔ تو کوئی نادان کہے گا۔ جب یہ پہلے ہی مر رہا ہے۔ تو خون نکالنے کا کیا مطلب۔ مگر ڈاکٹر جانتا ہے۔ کہ پہلے جب تک وہ بیماری دور نہ ہوگی۔ جس کی وجہ سے اس قدر کمزوری لاحق ہو گئی ہے۔ اس وقت تک کمزوری دور کرنے کی کوئی دوا مفید نہ ثابت ہوگی۔ جب وہ روک دور ہو جائے گی۔ تب

طاقت کی دوا دی جائے گی۔ پس تمام کاموں کو کرنے کے وقت جس چیز کی سب سے پہلے ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اس کام کے لحاظ سے حریت اور آزادی ہوتی ہے۔ ان روکوں کو جو اس کام کے رستہ میں حائل ہوں۔ ان کا دور کرنا ضروری ہے۔ یہی حال قوموں کا ہے جو قومیں

دنیوی ترقی حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ وہ جب تک دوسری قوموں کے ماتحت رہتی ہیں۔ کامل ترقی حاصل نہیں کر سکتیں۔ جتنی جتنی انہیں حریت ملتی ہے۔ اتنا اتنا آگے قدم بڑھاتی ہیں۔ اور کسی قوم کو اپنی سیاست کو مضبوط کرنے کی جو ضرورت ہے۔ یہ اس وقت پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کامل طور پر

سیاسی آزادی حاصل نہ ہو۔ پہلی گورنمنٹ کو نکالنا پڑیگا۔ پھر اپنا قانون جاری کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر تمدنی ترقی کی طرف توجہ دیا جائے۔ تو پہلے ان رسوم اور رواج کو توڑنا ہوگا۔ جنہوں نے تمدنی ترقی میں روکاوٹ پیدا کر رکھی ہے۔

غرض ہر کام کے لئے پہلے روکوں کو دور کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور پھر ترقی کے سامان سے کام لینے پر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ میں یہ گرت بتایا گیا کہ ہر کام کرنے سے پہلے دیکھو اس میں کونسی روکیں حائل ہیں ہر کام کے متعلق علیحدہ علیحدہ روکیں ہوتی ہیں۔ سیاست کی روکیں علیحدہ ہیں۔ تمدن کی علیحدہ۔ مذہب کی علیحدہ اور جب تک ان روکوں کو دور نہ کیا جائے۔ جو کسی کام کے رستہ میں حائل ہوتی ہیں۔ اس پہلو سے ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کوئی قوم

حکومت والی ترقی اس وقت تک نہیں کر سکتی۔ جب تک غیر حکومت کی ماتحتی سے آزاد نہ ہو جائے۔ مگر تجارت میں ترقی کر سکتی ہے۔ تجارت کے

رستہ میں اور روکیں ہیں۔ اگر ان کو دور کیا جائے۔ ترقی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح دین کے معاملہ میں ترقی کرنے کے واسطے میں جو روکیں ہیں۔ ان کو دور کر لیا جائے۔ تو باوجود تمدنی سیاسی اور اقتصادی روکوں کے نہ ہی لحاظ سے ترقی ہو سکتی ہے۔ غرض جب تک کسی کام میں پیش آنے والی روکوں کو دور نہ کیا جائے۔ اس وقت تک اس میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ پس سوس کو اپنی

روحانی اصلاح اور ترقی

کے متعلق پہلے یہ دیکھنا چاہیے۔ کہ اس کے رستہ میں کیا کیا روکیں ہیں۔ ہمیں چونکہ روحانیت کا زیادہ خیال ہے سیاسیات کا اتنا نہیں۔ گو اگر کوئی موقوف ہو اور فردیت ہو۔ تو ہم اس بارے میں بھی مشورہ دے دیتے ہیں۔ اس لئے روحانیات کے متعلق بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ دیکھنا یہ چاہیے۔ کہ روحانی ترقی کے رستہ میں کیا روکیں حاصل ہیں۔ بیسیوں ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی فطرت پاک ہوتی ہے۔ وہ روحانی اصلاح کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے کے لئے پاسبکیں تو ترقی کر سکتے ہیں۔ مگر

حالات میں گھرے

ہونے کی وجہ سے محروم رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ

شریعت کا علم

حاصل کریں۔ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی فطرت اچھی ہوتی ہے۔ علم بھی رکھتے ہیں۔ ترقی کے لئے جو باتیں ضروری ہوتی ہیں۔ وہ بھی جانتے ہیں۔ مگر بعض گندی عادات ان کو پڑی ہوتی ہیں۔ ان سے نہیں بچ سکتے۔ ایسے لوگوں کو چاہیے۔ کہ ان

عادات کی اصلاح

کریں۔ پھر بعض ایسے لوگ ہونگے۔ جنہیں خالق کی نسبت مخلوق کے خوف کی کڑی نے باندھ رکھا ہوگا وہ لوگوں کے ڈر کی وجہ سے روحانیت میں قدم نہ اٹھا سکتے ہونگے۔ ایسے لوگوں کو دیکھنا چاہیے۔ کہ ان کے رستہ میں کیا روک ہے۔ اگر

لوگوں کا ڈر اور خوف

روک ہو۔ تو اسے دل سے نکال دینا چاہیے۔ پھر بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن سے کوئی گستاخی اور بے ادبی دین کے معاملہ میں ہوئی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان پر

شیطان کا تسلط

ہو جاتا ہے۔ ایسے انسان کو توبہ استغفار کثرت

سے کرنا چاہیے۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ غلطی اور گستاخی مٹا کر دے۔

پھر بعض لوگوں کے اندر یہ کمزوری ہوتی ہے۔ کہ انہیں کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے۔ اس وجہ سے وہ خاص ریاضت اور خدمت نہیں کر سکتے اور اس طرح روحانی ترقیات سے محروم رہتے ہیں۔

کئی بیماریاں

ایسی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے انسان سوچ نہیں سکتا۔ فکر نہیں کر سکتا۔ ایسا شخص اگر قرآن کریم کی تلاوت کر لگا۔ تو اسے کیا لذت آسکتی ہے۔ یا عبادت میں اسے کیا لطف آسکتا ہے اسے چاہیے۔ کہ ڈاکٹر سے علاج کرائے۔ اور دماغی حالت کے درست کرانے کی کوشش کرے۔ تاکہ وہ غور و فکر سے کام لے سکے اسی طرح مختلف قسم کی روکیں ہوتی ہیں۔ اور بیسیوں قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ جب تک انسان اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کی حکمت پر نظر ڈال کر ان کو دور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اس وقت تک اس کا قدم اٹھانا کوئی نتیجہ نہیں پیدا کرتا۔ ایسی حالت میں اس کا کوشش کرنا اسی طرح اندھا دھند ہوتا ہے۔ جس طرح دو سوڑیں اندھا دھند دوڑ پڑیں۔ اگر ان کو درست طور پر نہ چلایا جائیگا۔ تو وہ ٹکرائیں گی۔ پس

روحانی ترقی

کے لئے پہلے ان روکوں کو دور کرنا چاہیے۔ جو رستہ میں حاصل ہوں۔ اس کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم کا کام شروع ہوگا۔ یعنی اس طرح انسان روکیں دور ہو جائیکے بعد تک ڈالتا ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے بعد دوسری چیز بسم اللہ الرحمن الرحیم رکھی گئی جس سے یہ بتایا کہ ترقی کا یہ ہے جب انسان روکوں کو دور کر نیکی بعد بیچ ڈالے گا۔ تب

رحمانیت اور رحیمیت کے آثار

ظاہر ہونگے۔ پس ہر کام کرنے سے پہلے اعوذ ہونی چاہیے۔ جو سزا بخشی توڑنے اور صفات کرنے کے معنی رکھتا ہے۔ شیر سے بچانے کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ شیر کو مار دیا جائے۔ گھاس سے زمین کو بچانے کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ گھاس اکھیر کر باہر پھینک دی جائے۔ پس اعوذ احراق قطع اور جلانے پر دلالت کرتا ہے۔ کاٹے جانے ٹوڑے کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس کے بعد

دوسری پیدائش

ہو سکتی ہے۔ انسان کی روحانی پیدائش کیلئے بھی ضروری ہے۔ کہ پہلے قطع۔ احراق۔ سوز۔ جلا دینا۔ صیقل کرنا ہو۔ پھر نئی کاریج بڑھے اور ترقی کرے اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ جیسی کوئی بیماری ہو۔ ویسی ہی

علاج

علاج

کیا جائے۔ اور روکوں کو قطع کیا جائے۔ اگر موسم کی روک حاصل ہو تو اس کو دور کیا جائے۔ اگر عادت کی روک ہو۔ تو اسے مٹا جائے۔ اگر لوگوں کے ڈر اور خوف کی روک ہو۔ تو اسے صاف کیا جائے۔ اگر اپنی غلطی اور کوتاہی کی روک ہو۔ تو استغفار پڑھا جائے۔ تب جا کر فائدہ ہوگا۔ ورنہ اگر روکوں کو دور نہ کیا جائے۔ اور یوں کوئی عبادت کرے۔ تو ممکن ہے اسے کچھ فائدہ حاصل ہو جائے۔ مگر یہ استسنا کی صورت ہوگی۔ طبعی فائدہ نہ ہوگا۔ پس جس قسم کی کوئی مرض ہو۔ پہلے اسے دور کرنا چاہیے پھر فائدہ کی امید کرنی چاہیے۔ دیکھو جسمانی بیماریوں میں اگر بخار ہو۔ تو آدروائی دیکھائی ہے۔ کھانسی ہو۔ تو آدرو۔ غرض ہر بیماری کی علیحدہ علیحدہ دوا ہوتی ہے۔ مگر روحانی معاملات میں لوگ

ایک ہی علاج

کرتے چلے جاتے ہیں۔ جسمانی سلسلے روحانی سلسلوں کے حامل ہوتے ہیں جس طرح تمام جسمانی بیماریاں ایک ہی دوا سے دور نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کا ایک ہی علاج فائدہ نہیں دلیسکتا۔ یہ نادانی ہے۔ کہ ہر بیماری کا علاج ایک ہی کیا جائے۔ ضروری ہے۔ کہ انسان اپنے نفس پر غور کرے اور پھر جو بیماری ہو۔ اس کا وہ علاج کرے۔ جس سے وہ دور ہو سکتی ہے جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریوں کا بھی علاج علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔ ان

ایک فرق

ہے۔ اور وہ یہ کہ جسمانی بیماری دوسرے کو بتائی جاتی اور اس سے علاج کرایا جاتا ہے۔ مگر روحانی بیماری دوسرے کو بتائی ضروری نہیں۔ بلکہ بعض حالتوں میں تو اس کا بتانا منع ہے حضرت سچ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کئی لوگ آتے اور آپ کو اپنی کمزوریاں بیان کرنے لگتے۔ تو آپ منع فرمادیتے۔ یہی طریق ہمارا ہے اگر کوئی بیان کرے۔ تو اسے روک دیا جاتا ہے۔ اور عام طور پر علاج بتایا جاتا ہے۔ ان اگر کوئی خاص علاقہ پیدا کر لے۔ اور اپنی اصلاح کے لئے کمزوری بتا کر اس کے دور کرنے کا طریق پوچھنا چاہے تو یہ اور بات ہے۔

غرض پہلا اعوذ ہونی چاہیے۔ اور پھر بسم اللہ۔ کیونکہ جب بیماری دور ہو جائیگی۔ تب ترقی ہوگی۔ پہلے کھیت کو صاف کیا جائیگا۔ تب جو بیج ڈالا جائیگا۔ وہ پیدا ہوگا۔ جس دن میں بدی کا وقت آگا ہوگا اس میں روحانیت ترقی نہیں کر سکتی۔ اور اگر روحانیت کا بیج آگیا تو جلد مرجھا جائیگا۔ کیونکہ اعوذ اور بسم اللہ کی ترتیب میں کتنا

اعلیٰ فلسفہ

ہے۔ کہ پہلے صفائی کی جائے۔ تب ترقی ہوگی۔ اگر مسلمان اس بات کو سمجھ لیں تو سیکرول جنہیں روحانی ترقی سے محروم رہنا پڑتا ہے۔ کامیاب ہو سکتے ہیں

لارڈ برکن ہینڈ کی تقریر

شاہی کمیشن کے متعلق لارڈ برکن ہینڈ وزیر ہند نے ہاؤس آف لارڈز میں ایک ریزولوشن پیش کرتے ہوئے جو تقریر کی اس سے اور ریزولوشن مذکور کے پاس ہوجانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کمیشن کی ساخت کے متعلق جو فیصلہ کر چکی ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی ہونے کا امکان نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں اس حقیقت کے بے نقاب ہوجانے کے بعد ان لوگوں کو اپنی روش میں تبدیلی کرنی چاہیے جو کمیشن کا بائیکاٹ کرنے پر خواہ مخواہ زور دئے جاتے ہیں۔

کمیشن کے بائیکاٹ کے جواز میں جو دلیل پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ کمیشن میں کوئی ہندوستانی ممبر نہیں ہے۔ کیا ہم ان اصحاب سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ آجکل جبکہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک دوسرے کے خلاف عدم اعتماد پھیل چکا ہے۔ اور ہندو مسلمان کے درمیان ہر معاملہ میں جدگاہ کی نیا بت پر زور دے رہے ہیں۔ ددیائین ہندوستانیوں کو کمیشن میں لے لئے جانے سے کیا فائدہ ہوتا۔ علاوہ بریں اس سلسلہ میں یہ امر بھی خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے جس میں مختلف نسلوں اور مذہبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں۔ ان لوگوں کے جذبات و احساسات میں قدرتی طور پر زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور یہ ہرگز توقع نہیں کی جاسکتی کہ صوبہ جات متحدہ اگر وہ داد دھ کا کوئی باشندہ بدراس یا بہار اور مداس یا بہار کا کوئی باشندہ صوبہ جات متحدہ اگر وہ داد دھ کے باشندوں کا حق ترجمانی قرار واقعی طور پر ادا کر سکے۔

وزیر ہند نے اپنی تقریر میں ہندوستانیوں کے کمیشن میں نہ لے جانے کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا۔ ان کا مطلب سادہ الفاظ میں یہ ہے کہ اگر کمیشن میں ہندوستانیوں کے لئے جانے کا انتظام کیا جاتا۔ تو براہمنوں وغیرہ ہمنوں مسلمانوں سکھوں پارسیوں عیسائیوں وغیرہ کے لئے بھی جگہ نکالنی پڑتی۔ اور اس صورت میں کمیشن کے ممبروں کی تعداد ۱۸ سے لیکر ۲۰ تک پہنچ جاتی۔ اور ان میں اختلاف رائے اس حد تک ہوجاتا کہ وہ الگ الگ اور متضاد رپورٹیں پیش کرتے جن سے پارلیمنٹ کی کوئی رہنمائی نہ ہوتی ہم نہیں سمجھتے کہ وزیر ہند کے اس بیان کی تردید کی جاسکتی ہے۔ کمیشن کے تقرر کے بارہ میں جو سرکاری اعلان اشاعت پذیر ہوا ہے۔ اس سے اور جناب وزیر ہند

کی محولہ بالا تقریر سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اصلاحات ہند کی حقیقتات کے لئے موجودہ انتظام سے بہتر اور کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ مجالس قانون ساز ہند کی کمیٹی کے متعلق سرکاری اعلان میں جو کچھ درج ہے۔ اس کی تائید وزیر ہند کی تقریر سے بھی ہوتی ہے۔ کمیشن کی طرف سے مذکورہ بالا کمیٹی کو دعوت دیا جائیگی۔ کہ وہ اصلاحات کے متعلق اپنی تجاویز تحریری شکل میں کمیشن کے روبرو رکھے۔ باحفاظ دیگر اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہندوستان کے جملہ فرقوں طبقوں اور جماعتوں کے جذبات و احساسات کی ترجمانی ہو جائے گی۔ کیونکہ کمیٹی انہیں لوگوں میں مشتمل ہوگی۔ جنہیں مختلف صوبوں کی آبادی نے اپنا نمائندہ بنا کر کونسلوں میں بھیجا ہے۔ سرکاری اعلان میں یہ بھی درج ہے کہ جب کمیشن کی رپورٹ تیار ہو جائے گی۔ اور حکومت ہند اور حکومت برطانیہ اسپر غور کر چکیں گی۔ تو حکومت برطانیہ پارلیمنٹ سے درخواست کرے گی۔ کہ وہ کمیشن کی رپورٹ کو قطعی طور پر منظور کرنے سے پہلے ہندو کی سیاسی جماعتوں کی رائے طلب کرے۔ اور اس کو وزیر غور لائے۔ گویا اس طور پر کمیشن کے ٹوٹ جانے کے بعد بھی اپنا کمیشن ہندوستانیوں کو آگے بڑھانے کا موقع ملے گا۔ اور وہ پارلیمنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے روبرو بھی اپنا نقطہ خیال پورے زور کے ساتھ رکھ سکیں گے۔

(انصاف پسند)

سوامی دیانند اور وید

سوامی دیانند ستیا رتھ پرکاش میں تحریر فرماتے ہیں:-
 ”جس طرح ماں باپ اپنی اولاد پر ہربانی کی نظر کرتے ہیں۔ ان کی بہتری چاہتے ہیں۔ اسی طرح پر ماتا نے سب آدمیوں پر ہربانی کر کے ویدوں کو ظاہر کیا۔ جس سے انسان اور دیگر تاریکی اور توہمات کے پھندے سے چھوٹ کر ویدیا و گیان (ویدیا سے حاصل شدہ علم) کے آفتاب کو پا کر اعلیٰ درجہ کی راحت میں رہیں۔ اور ویدیا اور سکھوں کو بڑھاتا جا دیں۔“

(ستیا رتھ پرکاش ص ۲۵)

مندرجہ بالا عبارت سے کیا نتیجہ نکلا۔ یہ کہ وید مقدس پریشور کی محض ہربانی سے نازل ہوئے۔ جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کے لئے بہتری کے سامان ہنیا کرتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی پریشور نے ہربانی فرما کر لوگوں کی بہتری کے لئے وید نازل فرمائے۔

اب سوامی صاحب کا بھاش دیکھئے۔ ایک شخص کے اس سوال پر کہ جب تم ایشور کو منصف مانتے ہو۔ تو وید کا اہام صرف چار رشیوں کو کیوں ہوا۔
 سوامی صاحب فرماتے ہیں:-
 ”اس سے ایشور کی نسبت طرفداری یا تعصب کا الزام ذرا ہی نہیں آتا۔ بلکہ اس سے عادل و منصف پریشور کا سچا انصاف ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ انصاف اسی کا نام ہے کہ جو جیسا کرے۔ اسکو ویسا ہی پھل دیا جائے۔ اس لئے یہاں یہ سمجھنا چاہیے کہ ان کے پہلے پتوں کی وجہ سے ان کے دل میں ویدوں کا اہام یا انکشاف کرنا مناسب تھا۔“

(رگ وید آدی بھاشیہ بھوکا ص ۱۷)

دیکھئے سوامی جی ستیا رتھ پرکاش میں کیا فرماتے ہیں اور یہاں کیا فرماتے ہیں۔ آپ کی کونسی بات قبول کرنے کے لائق ہے۔

اگر ویدوں کا نزل ایشور ہمارا ج کی محض ہربانی سے ہوا تو اس میں کسی کے پچھلے کرموں کا کیا دخل۔ اور اگر ویدوں کا نزل پچھلے کرموں کے نتیجے میں ہوا۔ جیسا کہ سوامی دیانند نے سائل کو جواب دیا۔ تو اس میں ایشور ہمارا ج کی کیا ہربانی۔ اگر اس میں کچھ ہربانی ہے۔ تو وہ رشیوں کی مانی جاسکتی ہے۔ جن کے پچھلے کرموں کی وجہ سے ویدوں کا نزل ہوا۔ جس سے بقول سوامی دیانند لوگ ادویا کی تاریکی اور توہمات کے پھندے سے چھوٹ گئے۔

سوامی جی نے ستیا رتھ پرکاش میں پر ماتا کی ہربانی کو ماں باپ کی ہربانی سے تشبیہ دی ہے۔ مگر ویدوں کے پچھلے کرموں کے نتیجے میں نازل ہونے کی صورت میں یہ تشبیہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ماں باپ اپنی اولاد پر جو ہربانی کرتے ہیں۔ یا ان کے لئے بہتری کے سامان ہنیا کرتے ہیں۔ وہ محض محبت سے نہ اس خیال سے کہ ان کے پچھلے جنم کے کرم اس سوک کے متقاضی ہیں۔ پس ایشور ہمارا ج کو ماں باپ کی ہربانی سے کیا نسبت۔ وہ تو پچھلے کرموں کے نتیجے میں کچھ دینے کے سوا کچھ ہربانی نہیں کر سکتا۔

انفقد آریوں کے ویدوں کا یہ فدا ہے کیا ہے وہ دیا لو جس کی عطا ہی ہے

حاکم

قمر الدین مولوی فاضل (قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وینس میں دوبارہ آنا

"کیا میں دوبارہ زندہ ہونگا" اس عنوان سے ایک مضمون ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے اٹارنی مشنری لندن کا اخبار سپیکٹر لندن مجریہ ۲۴ ستمبر میں شائع ہوا ہے۔ مظہرین الفضل کے لئے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جناب ایڈیٹر صاحب سپیکٹر

آپ کے اخبار مجریہ ۲۴ ستمبر میں مذکورہ عنوان سے ایک نہایت ہی دلچسپ مضمون شائع ہوا ہے۔ جسے دیکھ کر مجھے محو تک ہوتی ہے۔ کہ اس وسیع مسئلہ کے متعلق چند الفاظ بیان کر دوں۔ بہت پرانے زمانہ سے دوبارہ پیدائش کا خیال مختلف اقوام میں مختلف صورتوں میں پایا جاتا ہے۔ ہندو مذہب تناسخ یا آڈاگون کا قائل ہے۔ یہودیت۔ عیسائیت۔ اور اسلام جو کہ بنیادی اصول کے لحاظ سے بالکل مشکل واقع ہوئے ہیں انسان کی دوبارہ زندگی کے متعلق ایک بالکل جداگانہ خیال پیش کرتے ہیں۔ تقریباً تمام مذاہب حیات بعد المات کے عقیدہ کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اس کی نوعیت میں اختلاف ہے۔ اسلام کی رو سے موت ایک ہستی سے دوسری ہستی میں

منتقل ہونے کا نام ہے۔ جسم انسانی چونکہ اس قدر کثیف ہوتا ہے۔ کہ وہ عالم روحانیت کی لطیف صورتیں حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے روح کے ان خدا داد اوصاف کی بالیدگی کے لئے یا انتقال لابدی ہے۔

انسان کی روح اس جسم فانی سے علیحدہ ہوتے ہی ارتقاء کی ایک لامتناہی شاہراہ پر گامزن ہونا شروع کر دیتی ہے۔ اور وہاں سے اس جہان میں کسی حیوانی یا انسانی ہمت میں عود نہیں ہو سکتا۔

اسلام اور انجیلیا عیسائیت اور یہودیت نے بھی حیات بعد المات کو جس احسن پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اسکی تشریح حضرت یسوع مسیح نے نیا عہد نامہ میں بہت عمدہ طور پر کی ہے۔ جب انہوں نے یہودیوں کے سامنے مسیحائی کا دعویٰ کیا تو انہوں نے جائز طور پر ان سے استفسار کیا۔ کہ ایلیا کہاں ہے جسکی آمد ان سے قبل ضروری تھی۔ اس کے جواب میں حضرت یسوع مسیح نے ان کو بتایا۔ کہ یوحنا ہی اصل میں ایلیا تھا۔ اور ان کی بتایا۔ کہ کسی شخص کے دوبارہ دنیا میں آنے کے معنی اس کی طاقت اور سپرٹ لیکر آنا ہی اس کا دوبارہ آنا ہے۔ اور یہی مفہوم حضرت مسیح کی اپنی آزمائشی کا ہے۔

منشی امام الدین صاحب مرحوم

منشی صاحب مرحوم کو یہ منسلح جالندھر کے رہنے والے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ بابت ۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء میں ہجرت کی تھی۔ احمدیت کے قبول کرنے پر دالدار اور اہل گاؤں کی طرف سے انہیں سخت تکالیف دی گئیں۔ اور ہر طرح سے تنگ کیا گیا۔ مگر اللہ کے فضل سے وہ بالکل ثابت قدم رہے۔ منشی صاحب ایک مخلص دلدار تھے۔ سادگی سے مومنانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ تبلیغ کا شوق تھا۔ جب کبھی تبلیغ کے لئے آپ کو بلایا جاتا۔ فوراً موجود ہو جاتے۔

حالانکہ آپ کا ڈاکخانہ اور نوکانداری کا کام تھا۔ آپ ہمیشہ بالالتزام جمعہ کریم میں پڑھتے۔ گرمی کے دنوں رمضان اور برسات کے موقع پر بھی ضرور پڑھتے۔ جب نواتے تو ہم سمجھتے کہ بیمار ہو گئے ہوں گے۔ آپ نے وصیت کی ہوئی تھی کہ آٹھ سو روپے جمعہ ادا کرتے تھے۔ اور یہی جو چندہ آپ کو سنایا جاتا ہے۔ شرح صدر سے ادا کرتے۔ قادیان شریف کی مستقل رہائش کا ارادہ رکھتے تھے۔ اپنے بڑے بیٹے مولوی ابراہیم صاحب کو خدمت دین کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایضاً عبدالغفور صاحب کے حضور رخصت کر دیا تھا۔ استسقاء کی مرض سے بیمار ہوئے۔ علاج کیلئے قادیان گئے۔ مگر جان بڑھ کر ہو سکے۔ ۶ مارچ ۱۹۲۵ء کو فوت ہو کر کئی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

فاکسار۔ حاجی غلام احمد اذکر یام منسلح جالندھر

وصیتیں!

۱۹۱۷ء میں میاں محمد رفیع ولد میاں عنایت اللہ صاحب راجپوت پیشہ ملازم عمر ۲۴ سال بیعت ۱۹۱۷ء ساکن گجرات آج بتاریخ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میری ماہوار آمد مانٹھ روپیہ ہے۔ میں ہر ماہ اپنی آمدنی کا چھ حصہ بعد وصیت (حصہ آٹھ) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد متروکہ ثابت ہو اس کے بھی چھ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری سابقہ وصیت جو میں نے پہلے حصہ کی تھی۔ اور جس کا ۱۲/۱۲/۱۹۱۷ء میں شائع ہوا ہے اس وصیت کی موجودگی میں کا عدم تصور ہوگی۔ فقط میاں محمد رفیع موصی حال تحصیلدار دفتر جانیٹ سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ صیغہ جات منتقلہ گواہ شدہ۔ عطارد اظہارین ایچ۔ دی۔ سی۔ دفتر جانیٹ سیکرٹری گواہ شدہ۔ عبدالستار ایل۔ ایل۔ بی۔ کلاس لا کالج لاہور ۲۷/۱۰/۲۳ میں محمد رفیع ولد میاں غلام محی الدین تو مرنے سے

پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال بیعت ۱۹۱۷ء ساکن بھیرہ منسلح پٹنہ بنگالی ہوش جو اس بلا جبرہ واکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۰/۲۳ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد مانٹھ روپیہ ہے۔ میں تازیت اپنی ماہوار آمد کا دو سوواں حصہ بعد وصیت (حصہ آٹھ) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دو سو سو حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۲۷/۱۰/۲۳ العبد موصی احقر محمد رفیع احمدی حال پٹیہ پٹنہ گورنمنٹ ہائی سکول علی پور ضلع مظفر گڑھ گواہ شدہ۔ عزیز محمد احمدی وکیل علی پور نقلم خور گواہ شدہ۔ عاشق محمد انگلش ماسٹر ہائی سکول علی پور ۲۷/۱۰/۲۳ میں عبدالقادر ولد مولوی محمد زماں صاحب قوم تنولی ساکن داہل تحصیل بالہرہ منسلح ہزارہ بنگالی ہوش جو اس بلا جبرہ واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد جس کی کل قیمت گیارہ سو روپیہ ہے۔ یہ تقسیم ذیل ہے۔ ایک مکان خادم واقعہ داہل قیہتی ماہ روپیہ ہے۔ زمین رہن واقعہ داہل قیہتی لہار روپیہ ہے۔ ماہوار آمد حصہ ہے۔ میں تازیت اپنی ماہوار آمد کا دو سوواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ

قادیان کرتا رہوں گا۔ اور میری ذفات کے بعد چھ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے گا۔ ۱۷ نومبر ۱۹۲۳ء عبدالقادر کپاڈنڈر نقلم خود۔ گواہ شدہ۔ محمد الدین احمدی سب اسٹنٹ سر جن شب قدر گواہ شدہ۔ میرزا خاں نقلم خود۔

۲۶۵۷ میں قاضی فیصل الرحمن خادم دلہ قاضی انور علی خادم قوم شیخ عمر ۲۷ سال ساکن خرم پور

منسلح پٹنہ بنگالی ہوش جو اس بلا جبرہ واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج بتاریخ ۷ جولائی ۱۹۲۳ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔

ماہوار آمد مانٹھ روپیہ ہے۔ میں تازیت اپنی ماہوار آمد کا چھ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دو سوواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد۔ بروسی قاضی فیصل الرحمن خادم گواہ شدہ۔ ماہرہ بیگم زوجہ گواہ شدہ۔ شمس الدین احمدی آت چکواں حال رنگپور بنگال

بار بار تختہ کے بعد

لوگ کیا تختہ فرماتے ہیں

آپ کی "عرق طحال" دودھ ننگائی، خدا کے فضل سے بڑا فائدہ مند ثابت ہوئی۔ براہ عنایت دوشیشی اور روانہ کر دیں (امیر حسین غوث محمد صاحب) از شہزادہ

آپ کی "دوائی تھی" ہمیشہ فائدہ دیتی رہی ہے۔ اور میں جبر ہوتا رہا ہوں۔ ننگا تارنا ہوں۔ دودھ دوشیشی اور روانہ کر دیں (مستری محمد زین صاحب) از لاڈکانہ

جو دوشیشیاں "عرق طحال" کی ننگائی تھیں۔ مجھ کو بہتر فائدہ کیا۔ دوشیشیاں اور روانہ کریں!

(سید ابن حسن صاحب) از بکینو

میں نے دوائی "عرق تاپ تھی" کئی اشخاص پر آزمائی۔ کے فضل سے سب کو صحت ہو گئی۔ دوائی آپ کی دوائی (جناب شیخ محمد حسین صاحب) سب حج جو تیار تھیں انہیں دوائی کے بجائے آزمائی ہوئی مجرب دوائی سے قیمت تین شیشی (تین شیشی) محصول اک بندہ خریدنا ملنے کا پتہ:- حافظ غلام سول سید گل نل نبر وزیر آباد

حسب اٹھار

محافظ اٹھار گویاں جسٹ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عالم اٹھار کہتے ہیں

مرض کیلئے مولانا مولوی ذوالدین صاحب شہابی حکیم کی مجرب اٹھار اکبر حکم رکھتی ہے۔ یہ گویاں آپ کی مجرب و مقبول دوشیشیاں ہیں۔ اور ان گھڑوں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھار کے رنج و غم میں ہیں۔ وہ عالی گھڑ آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں

ان لائانی گویوں کے استعمال سے کچھ ذہین اور خوبصورت اور ان کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے قیمت غیتولہ ایک روپیہ چار آٹے۔ شہزادہ محل سے آخر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک تولہ ننگا لے کر نئی تولہ ایک روپیہ لیا جا سکتا ہے۔

عبدالرحمن کاعانی دوا خانگانی قادیان

سندھ انجمن بزرگ کلج سکھ سنڈھ

پس قلیل عرصہ میں ادور سیر اور سب ادور سیر کلاس کی نہایت اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ آج ہی پرنسپل سے پراسپیکٹس طلب فرمائیے۔

ایک احمدی پریس کو ضروری ہے

۱۔ ایک گریجویٹ یا انڈر گریجویٹ ٹیچر کی جسکو اناتقی وغیرہ بچکان بھی کہتے ہیں سفارین انگریزی حساب جنرل ناچ دسٹین میں عمدہ مہارت ہو۔ اخلاق عمدہ ہوں۔ ٹرینڈ اور مثال کو ترجیح دی جائے گی۔

۲۔ ایک عالم دین کی جسے سلسلہ نظامی میں پوری تعلیم انتہائی پائی ہو۔ اور قرآن و حدیث میں عمدہ علم ہو۔ اگر سولوی فاضل اور ٹرینڈ اور مثال بچکان کو ترجیح دی جائے گی۔

دونوں آسامیوں کی تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہوگا ہر دو آسامیوں کے خواہگاروں کو اپنے سرٹیفکیٹس مدد درخواست بذریعہ

بنجر احبار الفضل بھیجی جائیے۔

تحائف پشاور

مشہدی سنگیاں اور شاہوی کلاہ

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاور مشہدی سنگیاں اور مشہدی رومال لیڈی سوٹ کے مشہدی قنادیز۔ کلاہ پشاور مشہدی و بخاری ارزاں قیمت پر ذیل کے پتہ سے طلب فرمادیں۔ مال پسند آنے پر محصول اک کاٹ کر قیمت کاس دیکھا دینی۔ یا اس کے بدلے حسب منشا خریدار کو دوسری چیز دیکھائیے گی +

المشہدی میاں محمد علی احمدی تہران چنٹ بازار اکرم پورہ پشاور

یونانی لال شربت

تپتق و تپسل اور آن پوز کا جو مرض ہو کر تپتق کی صورت اختیار کر چکے ہوں۔ صحت بخش علاج ہے۔ ریفن کی یا یوسی کو بفضل قعالے اسید سے بدل دیتا ہے۔ حالت ذہول روک کر جسم میں تیرت انجیر نشوونما پیدا کرنا ہے۔ خیر فرما

مغز تپتق کی تپتق کے سوا ہر ایک مغرب غذا کھا کر شفا حاصل ہوتی ہے۔ جو کہ برصی تپتق ہو کر سالی نفس الہم نفس المرد و مرفہ شدہ کو افاقہ ہوتا ہے۔ مجرب آزمودہ ہے ضرورت سے بھی ایک شیشی ننگا کر آزمائش فرما سکتے ہیں۔ نئی شیشی آٹھ ادوس دو روپیہ (۱۶)۔

محصولہ اک بندہ خریدار۔ یہ پھر ترکیب ہمراہ ہوگا ہر پتہ

بنجر دار الحکمت فیض عالم کچھو کچھو لال شربت لالہ پورہ

ایک مین قابل فروخت ہے۔

قادیان ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۵ء ۱۵ مارچ جو شکرک باغ بابا والا کے شروع میں ہے۔ اور منڈی کے کوٹہ پر ہے۔ اس لئے نیچے دوکانیں اور پرستار بن سکتے ہیں۔ بھائی محمد حسن کی ادوکان کے سامنے ہے خط و کتابت بنام

چوہدری کریم الہی کریم پورہ قادیان دارالامان سورہ ۶ رضوی ۱۹۲۵

کان کی تمام بیماریوں

نپٹ بہرین۔ کم سننے۔ کان بچوں کے یا بڑوں کے بہنے۔ بھاری پن۔ درد ورم۔ زخم خشکی۔ بھلی۔ آواز میں ہونے وغیرہ پر مفودینا پر شرطیہ کسی کو ایلیا سینڈ منز ہی بھیت کار و عن کر مات ہو جس پر ہزارہ انگریز اور ڈاکٹر ٹاک لٹو میں بلصرہ۔ لہذا رساؤتہ از لقیہ وغیرہ ننگ کی خاص شہرت ہے۔ نئی شیشی ہم ایک پیر ہر ملک منڈ میں نئی شیشی طلب کرنے پر محصول اک معاف۔ دو کہ بازدوں جو شہا۔ اپنا پورا پتہ صاف لکھیے ہر پتہ۔ بہرین کی واپس شہر کی بھیت

ضرورت

ایک شجر بہ کار گریجویٹ یا ایس۔ اے۔ وی شجر کی چند بچوں کی پرائیویٹ تعلیم و تربیت کے لئے صوبہ بہار میں ضرورت ہے۔ عمر چالیس سال سے کم نہ ہونی چاہیے۔ تنخواہ حسب قابلیت دیکھا جائیگی۔ بارہ مہینے مدرس کے بعد ایک ماہ کی خدمت نصف تنخواہ پر یا پندرہ دن کی خدمت پورے تنخواہ پر ملے گی۔ پہلے سفر کے لئے اسٹرا کلاس کا ایک کرایہ بھی دیا جائیگا۔ درخواستیں بنام:-

حضرت میاں شہیر احمد صاحب قادیان کی جائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حکیم جلیل خاں صاحب انتقال الہندیا مسلم لیگ کا اجلاس

۲۹ دسمبر کی صبح کو دہلی میں دفعتاً یہ اطلاع پہنچی کہ رامپور میں حکیم جلیل خاں صاحب کا اچانک انتقال ہو گیا۔ حکیم صاحب نے دہلی میں شاہ امان اللہ خاں کا استقبال کرنے کے بعد دہلی واپس آئے تھے۔ اور پھر رامپور تشریف لے گئے تھے۔ کسی قسم کی بیماری اور تکلیف نہ تھی۔ اس لئے کسی کے وہم و گمان میں ہی نہ تھا۔ کہ وہ انتقال کر جائیں گے۔ جب لوگوں نے اس خبر کو سنا۔ زود یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ مگر بہت جلدی اس کی تصدیق ہو گئی اور تمام دہلی میں ایک عظیم ریا ہو گیا۔ جوں جوں خبر پھیلی گئی شہر میں ہڑتال ہو تی چلی گئی۔ تا آنکہ دوپہر تک تمام شہر کے بازار بند ہو گئے۔ مسکند۔ عیسائی۔ امیر۔ غریب عزم ہر مذہب و ملت اور ہر طبقہ و خیال کے لوگوں پر یکساں رنج و غم کی کیفیت ظاہر ہو گئی۔ بعض ہندو رئیسوں اور لیڈروں نے شہر میں خود جگر لگا کر ہندوؤں کی دوکانیں بند کر دیں۔

۵ بجکر ۵۵ منٹ پر حکیم صاحب کا جسم خاکی نہرانی سب صاحب رامپور کی خاص شاہی سوڑ پر دہلی پہنچا اور شریف منزل میں لجا یا گیا۔ آدھ گھنٹہ کے بعد اندر سے باہر لایا گیا۔ اور پریڈ کے میدان کی طرف جنازہ روانہ ہوا۔ تاکہ نماز آسانی کے ساتھ ادا کی جاسکے۔ شہر کی آبادی کا ایک چوتھا حصہ جنازہ کے ساتھ تھا۔ گرد و نواح کے مقامات سے آئے ہوئے مراد آباد میرٹھ۔ کرنال۔ گوڑگانوں وغیرہ کے آدمی بھی کثرت سے آئے تھے۔ کم سے کم اندازہ یہ ہے کہ چالیس پچاس ہزار آدمی جمع ہو گئے تھے۔

سوا چار بجے جنازہ پریڈ کے میدان پہنچا۔ اور سارا میدان بھر گیا۔ ابتدائے دہیں نماز پڑھانے کا خیال تھا۔ مگر امام صاحب جامع مسجد کی رائے یہ ہوئی۔ کہ جامع مسجد میں پڑھائی جائے۔ چنانچہ شاہی دروازہ کھولا گیا۔ اور اس سے جنازہ مسجد میں داخل ہوا۔ آٹھ نو برس کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ جامع مسجد کے اندر ہندو اور مسلمان پھر ایک جگہ دیکھے گئے۔ نماز کے وقت ہندو الگ ہو گئے۔ اور تقریباً ۲۰ ہزار مسلمانوں نے نماز ادا کی۔ اور اس کے بعد پانچ بجے کے قریب جنازہ قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ ۷ بجے کے قریب جنازہ سید حسن رسول نما کے قبرستان میں پہنچا۔ جو حکیم صاحب کا خاندانی قبرستان ہے اور دفن کیا گیا۔ آخر وقت اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی۔ کہ جس شخص نے جنازہ کی کھڑپہنا ہو۔ اسے مرنے کے بعد بدی کیڑا نہیں پہنانا چاہیے۔ چنانچہ اسی وقت کھدر کا کپڑا لٹایا گیا۔ اور جسم کو اس میں لپیٹ دیا گیا۔

لاہور ۳۱ دسمبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی کاروائی آج دوپہر کے وقت جمیڈیہ ہال میں شروع ہوئی۔ حاضرین کی تعداد اچھی تھی۔ باہر کے صوبوں سے بھی متعدد اہم اہلکار آئے تھے۔ لاہور کے تقریباً تمام اکار بر موجود تھے۔ باہر کے شہروں سے بھی لوگ آئے تھے۔ لاہور میڈلے بھی موجود تھے۔ اکثر خطیفہ شجاع الدین صاحب نے وہ برقی پیغامات اور مکاتیب پڑھ کر سنائے جو مختلف حضرات کی طرف سے عدم شمول پر افسوس اور اجلاس کی کامیابی پر مشتمل تھے۔ اذالہ لہذا نواب سر ذوالفقار علیخان صاحب رکن اسمبلی صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا مطبوعہ خطبہ انگریزی زبان میں پڑھا کہ سنا گیا۔ جس کے آخر جملوں پر اس پاس سکے انگریزی خاکوں پر حاضرین نے ہیر ہیر کے نعرے بلند کرتے رہے۔ اس خطبے کے خاتمے پر نواب زور کے ساتھ تلخیاں بجائی گئیں۔ پر جوش تالیوں کے ہنگامہ میں میاں محمد شفیع صدر منتخب آل انڈیا مسلم لیگ کرسی صدارت کی طرف سے آئے۔ آپ کا خطبہ صدارت انگریزی زبان میں چھپا ہوا تھا۔ جو اپنے حسب معمول قابلہ انداز کے ساتھ پڑھا۔ حاضرین کا اکثر حصہ اس خطبے کے مختلف حصوں کی وہ دہرائی کے نعرے اور تالیوں سے دیتا رہا۔ خطبہ صدارت کے اختتام پر سر محمد شفیع نے فرمایا کہ مجھے آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس نے باقاعدہ صدر منتخب کیا تھا میں اعلان کرتا ہوں کہ کلکتہ میں جو لیگ کا اجلاس ہوا ہے وہ نا جائز ہے۔ اور لیگ کا صحیح اجلاس یہی ہے۔ اس کے بعد جلسہ برخواست ہو گیا۔

اجلاس کی برخاستگی کے ساتھ ہی مجلس انتخاب مضامین کا جلسہ اسلامیہ کالج کے کسٹری لوم میں شروع ہو گیا۔ شرکاء کی تعداد اچھی تھی۔ اور اجلاس دو گھنٹے تک جاری رہا۔ مختلف قراردادوں پر بحثیں ہوئیں۔ تمام قراردادیں بہ اتفاق منظور ہوئیں۔ صرف دو قراردادوں میں جو ہری افضل حق صاحب نے پیش کی طرف سے ترمیمیں پیش کی گئیں۔ یہ ترمیمیں مجلس انتخاب مضامین میں بہ کثرت آرا مسترد ہو گئیں۔

کھلا اجلاس حسب اعلان ساڑھے تین بجے شروع ہوا۔ سب سے پہلے ایک قرارداد سر غزنوی (بنگال) کی طرف سے پیش ہوئی۔ جس کا متن یہ ہے۔

”آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ سالانہ اجلاس ہندوستان کی تمام جماعتوں کے راجماٹوں کو دعوت دینا ہے۔ کہ وہ رائل کمیشن کے

کام شروع کرنے سے پیشتر ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی اور مسلمانوں کے حقوق و مفاد شمولہ قرارداد بالا کے متعلق ایک اطمینان بخش سمجھوتہ کر لیں۔ تاکہ آئینی کمیشن کے سامنے یا برٹش پارلیمنٹ کے سامنے یا دونوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے ہندوستان کے دستور اساسی کا ایک ایسا مسودہ تیار ہو سکے۔ جس میں تمام قوموں کے جائز حقوق و مفاد کی کافی حفاظت کی گئی ہو۔“

جو ہری افضل حق نے یہ ترمیم پیش کی۔ کہ اصل قرارداد میں سے سندرجہ ذیل الفاظ حذف کئے جائیں۔

”رائل کمیشن کے سامنے یا برٹش پارلیمنٹ کے سامنے یا دونوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے“

دو طے لگے گئے۔ تو صاحب صدر نے کہا۔ کہ ۶۳ ترمیم کے حق میں ہیں اور ۱۱۳ اصل قرارداد کے حق میں قرارداد منظور ہو گئی۔

بعد ازاں صاحب صدر نے سندرجہ ذیل قرارداد پڑھ کر سنا لی۔

”آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ سالانہ اجلاس بزور رائے ظاہر کرتا ہے۔ کہ صوبہ سرحد اور ہندوستان میں اصلاحات کے نفاذ کیلئے فوری ذرائع اختیار کئے جائیں تاکہ یہ صوبہ برطانوی ہند کے دوسرے صوبوں کے برابر آجائیں۔“

یہ قرارداد بہ اتفاق منظور ہو گئی۔ صاحب صدر نے بعد ازاں یہ قرارداد سنا لی۔

”ہر گاہ کہ صوبہ سرحد کو احاطہ ایسی کے ساتھ نسلی یا جغرافیائی یا کوئی دوسرا تعلق نہیں اور اسے ایسی کے ساتھ شامل رکھنا یا شذگان سندھ کے مفاد کیلئے نقصان رساں ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی رائے یہ ہے کہ صوبہ سرحد کو احاطہ ایسی سے الگ کر کے ایک مستقل صوبہ بنا دیا جائے۔ اور اس میں ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے مساوی اصلاح شدہ نظام حکومت جاری کیا جائے۔“

یہ قرارداد بھی بہ اتفاق منظور ہو گئی۔

بعد ازاں سراقبال نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی۔

”موجودہ انتظام میں بنگال و پنجاب کے مسلمانوں کو مجلس وضع قوانین میں اکثریت کے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اس کے خلاف پر زور احتجاج کرتا ہے اور اسے اصول جمہوریت کے منافی بتاتا ہے۔ لیگ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ ۱۹۲۵ء میں مسلمانوں کے ساتھ جو یہ بے انصافی کی گئی تھی۔ اسے دور کیا جائے۔“

یہ قرارداد بھی بہ اتفاق منظور ہو گئی۔

ایک طویل قرارداد ڈاکٹر شفاقت احمد خاں نے مسلمانوں کے حقوق کے متعلق پیش کی۔

ایک قرارداد یہ منظور ہوئی۔ ”کسی جماعت کو مختلف شعبوں میں

کام شروع کرنے سے پیشتر ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی اور مسلمانوں کے حقوق و مفاد شمولہ قرارداد بالا کے متعلق ایک اطمینان بخش سمجھوتہ کر لیں۔ تاکہ آئینی کمیشن کے سامنے یا برٹش پارلیمنٹ کے سامنے یا دونوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے ہندوستان کے دستور اساسی کا ایک ایسا مسودہ تیار ہو سکے۔ جس میں تمام قوموں کے جائز حقوق و مفاد کی کافی حفاظت کی گئی ہو۔“

جو ہری افضل حق نے یہ ترمیم پیش کی۔ کہ اصل قرارداد میں سے سندرجہ ذیل الفاظ حذف کئے جائیں۔

”رائل کمیشن کے سامنے یا برٹش پارلیمنٹ کے سامنے یا دونوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے“

دو طے لگے گئے۔ تو صاحب صدر نے کہا۔ کہ ۶۳ ترمیم کے حق میں ہیں اور ۱۱۳ اصل قرارداد کے حق میں قرارداد منظور ہو گئی۔

بعد ازاں صاحب صدر نے سندرجہ ذیل قرارداد پڑھ کر سنا لی۔

”آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ سالانہ اجلاس بزور رائے ظاہر کرتا ہے۔ کہ صوبہ سرحد اور ہندوستان میں اصلاحات کے نفاذ کیلئے فوری ذرائع اختیار کئے جائیں تاکہ یہ صوبہ برطانوی ہند کے دوسرے صوبوں کے برابر آجائیں۔“

یہ قرارداد بہ اتفاق منظور ہو گئی۔ صاحب صدر نے بعد ازاں یہ قرارداد سنا لی۔

”ہر گاہ کہ صوبہ سرحد کو احاطہ ایسی کے ساتھ نسلی یا جغرافیائی یا کوئی دوسرا تعلق نہیں اور اسے ایسی کے ساتھ شامل رکھنا یا شذگان سندھ کے مفاد کیلئے نقصان رساں ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی رائے یہ ہے کہ صوبہ سرحد کو احاطہ ایسی سے الگ کر کے ایک مستقل صوبہ بنا دیا جائے۔ اور اس میں ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے مساوی اصلاح شدہ نظام حکومت جاری کیا جائے۔“

یہ قرارداد بھی بہ اتفاق منظور ہو گئی۔

بعد ازاں سراقبال نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی۔

”موجودہ انتظام میں بنگال و پنجاب کے مسلمانوں کو مجلس وضع قوانین میں اکثریت کے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اس کے خلاف پر زور احتجاج کرتا ہے اور اسے اصول جمہوریت کے منافی بتاتا ہے۔ لیگ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ ۱۹۲۵ء میں مسلمانوں کے ساتھ جو یہ بے انصافی کی گئی تھی۔ اسے دور کیا جائے۔“

یہ قرارداد بھی بہ اتفاق منظور ہو گئی۔

ایک طویل قرارداد ڈاکٹر شفاقت احمد خاں نے مسلمانوں کے حقوق کے متعلق پیش کی۔

ایک قرارداد یہ منظور ہوئی۔ ”کسی جماعت کو مختلف شعبوں میں